فون نمبر: ۵۴۴۰۶

جلد ۳۸ | جمعۃ المبارک | ۲ رجب ۱۴۰۶ھ — ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء | شمارہ ۱۱

مندرجات

بدل اشتراک: سالانہ ۵۰ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
ممالک غیر سے ۲۰ پونڈ

محترم فیض۔ لودھیانوی

ضرورت ہے

نیازی کی ضرورت ہے نہ نازی کی ضرورت ہے
زمانہ جنگ کا ہے آج غازی کی ضرورت ہے

نیاز و ناز کی باتیں ہیں زیبا بزمِ جاناں میں
مگر رزمِ جہاں میں تیغ بازی کی ضرورت ہے

ادیبوں کا قلم اس دور میں تلوار بن جائے
ادب پاروں کو شانِ امتیازی کی ضرورت ہے

جو زورِ علم سے جوشِ عمل کا راز سمجھائے
ہمیں پھر ایک فخر الدین رازی کی ضرورت ہے

مجاہد بھی ہو عابد بھی ہو تو اللہ کی خاطر
اگر تجھ کو حقیقی سرفرازی کی ضرورت ہے

جمود و کاہلی سے بچ کے رہنا چاہیئے ہر دم
برائے زندگی ہنگامہ سازی کی ضرورت ہے

اسی صورت میں رہ سکتی ہے ہستی برقرار ان کی
مسلمانوں کو تہذیبِ حجازی کی ضرورت ہے

غریبوں کے تعاون سے ہزاروں کام بنتے ہیں
امیروں کو ہمیشہ دل نوازی کی ضرورت ہے

رگ و پے پر اثر جس کا رجز خوانی سے بڑھ کر ہو
وطن کو فیض اُس نغمہ طرازی کی ضرورت ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد — ۳۸
شمارہ — ۱۱

(ع - ن)

زبانِ یارِ من انگلش.....!!

پاکستان کے اس ملک کو ایک انقلابی اسلامی سلطنت میں تبدیل ہو جانا چاہیئے تھا۔ اور انگریزی سلطنت نے جس طرح مغل سلطنت کی تمام نشانیوں کو مٹا کر رکھ دیا تھا ہمیں بھی انگریزی سلطنت کے فرامین و قوانین کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیئے تھا۔ مگر افسوس ہے کہ لارڈ میکالے کے نظامِ تعلیم کا نتیجہ وہی ہوا جیسا اُس نے کہا تھا کہ ہم اس کے ذریعے "کالے صاحب" پیدا کریں گے۔ —— اور وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہم پر مسلط بھی ہو گئے۔ تمام دیگر معاملات سے قطع نظر یہاں قومی زبان ہی کا معاملہ اٹک کر رہ گیا ہے۔ سُنا ہے کہ ۱۹۴۸ء میں قائدِ اعظم نے ڈھاکہ میں اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اُردو اور صرف اُردو ہوگی۔ مگر اس اعلان کا حشر وہی ہوا ہے جو صدرِ مملکت جنرل ضیاء الحق کے نفاذِ اسلام کے اعلان کا ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں کی بیوروکریسی ان تمام معاملات میں آڑے آتی ہے —— حیرت ہے کہ اگر وہ اتنی ہی مضبوط ہے، تو اصحابِ اقتدار کرسیوں پر کس لئے بیٹھ جاتے ہیں —— ؟ صدر ضیاء الحق صاحب نے بھی یہاں ایک حتمی حکم فرمایا تھا کہ ایک مقررہ تاریخ سے یہاں تمام سرکاری دفاتر میں اُردو زبان رائج کر دی جائے گی۔ مگر وہ بھی معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا اور اب تک ہمارے دفاتر انگریزی میں خط و کتابت کر رہے ہیں۔ عدالتوں میں تمام فیصلے اور کارروائی انگریزی میں ہوتی ہے۔ عدالتی فیصلوں کا سائل بے چارے کو علم نہیں ہوتا کہ جج صاحب بہادر نے کیا فرمایا ہے۔ وہ وکیلوں ہی کے محتاج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس پر لطف کی بات یہ کہ ہماری شرعی عدالت بھی انگریزی ہی میں اپنے سب کام کرتی ہے حالانکہ ان کو کم از کم دینی غیرت کے تحت ہی اپنی زبان کا خیال رکھنا چاہیئے۔

آپ کو سُن کر حیرت ہوگی کہ پنجاب کے واحد سکھ حکمران رنجیت سنگھ کے درباری احکام، سائلوں کی عرضیاں اور ان پر فیصلے اُردو زبان میں ہوتے تھے۔ وہ ایک جابر سکھ حکمران ہونے کے باوجود اپنی مسلمان رعایا کا لحاظ رکھتا تھا۔ اور کاروبارِ سلطنت کی تحریری کارگزاری اُردو زبان میں کرواتا تھا —— اس وقت پاکستان کا بیشتر علاقہ اسی سکھ کی حکمرانی میں رہ چکا ہے جس میں اب رعایا بھی تمام تر مسلمان ہے۔ اس کے باوجود یہاں اُردو زبان رائج نہیں ہو سکتی۔ کیا انگریز کی محبت نے ہمیں اتنا بے حمیت کر دیا ہے کہ ہم اپنے ورثے کو بھی روبہ عمل نہیں لا سکتے —— ؟

(باقی ص ۱۳ پر)

مولانا عزیز زبیدی نیا کرول - لاہور

— ۲۷ —

تفسیر سورۃ البقرۃ

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

"حق کو باطل کے ساتھ گڈمڈ مت کرو اور جان بوجھ کر سچ کو مت چھپاؤ"

لَا تَلْبِسُوْا: "نہ ملاؤ" لَبْس کے معنے ہیں، کسی شے کو کسی دوسرے کے ساتھ خلط ملط کر دینا کہ نہ پہلی شے اپنی ماہیت یا ہیئت میں باقی رہے نہ دوسری چیز، ایسی ملاوٹ کاروبار اور معاملات میں ہو تو بھی مہلک ثابت ہوتی ہو اگر دین میں ہو تو غارت گر دین ثابت ہوتی ہے۔ دنیوی کاروبار اور معاملات میں ہو تو حضورؐ فرماتے ہیں، ایسا فراڈی ہم میں سے نہیں ہے۔ لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّنَا، دین میں ہو تو آخرت برباد ہو جاتی ہے۔

دین میں ملاوٹ کا کام، دشمن دین کرتے ہیں یا نادان دوست، اس آیت میں دونوں آگئے ہیں۔ یہود تو تحریف، تغیر و تبدل، وسوسے، شوشے، شاطرانہ چالیں، غرض جو بن پڑتا دین کا حلیہ بگاڑنے کے لئے کر گذرتے تاکہ عوام پر دین اسلام کی حقانیت واضح نہ ہو سکے۔

نادان دوستوں نے اسلام پر جو ستم ڈھائے ہیں وہ کچھ کم المیہ نہیں دین میں جتنے محدثات، رسومات اور تجدد کے نقشے ابھرتے ہیں وہ انہی پرخود غلط حضرات کی معقولات اور غلط تعبیر کا نتیجہ ہیں، ان میں اوہام پرست طبقہ نے روحانیت کے نام پر اسلام کو عجمی روحانیات کے لقمے دیئے۔ عقل و درایت اور سیاست زدہ حضرات نے اپنے دور کے اُگلے ہوئے تجدد کے نوالے کتاب و سنت کے دہن مبارک میں انڈیلنے کی کوشش کی۔ خارجی دشمنوں کی یلغار اور شرارتوں کی بہ نسبت یہ داخلی فتنے سب سے زیادہ مار آستین کا کام دے رہے ہیں۔ مزارات، پیروں اور تکیوں میں جا کر ان کے نمونے ملاحظہ فرمائیں اور تجدد کے نمونے مغربی ملاؤں اور سیاسی پنڈتوں کے درباروں میں مشاہدہ کئے جا سکتے ہیں۔

ایسا دور یا ایسا کوئی فرد نہیں ملتا جس میں صرف شر اور جھوٹ دکھائی دے، خیر اور سچ کا کسی درجہ میں بھی کوئی شائبہ نظر نہ آئے۔ بس کام ملا جلا چلا آ رہا ہے۔ جو اب بھی جاری ہے۔ لیکن صحیفہ آسمانی اور پیغمبر کی تشریف آوری سے غرض محض تعلق باللہ کو عجمی اور جاہلی آمیزش کے ہر شائبہ سے پاک خدا کے حضور پیش کرنا ہے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ خدا کو سبھی مانتے تھے مگر کچھ اور بھی ساتھ رکھتے رہے ہیں۔ یعنی سچ کے ساتھ جھوٹ اور حق کے ہمراہ باطل کے ٹانکے بھی نظر آتے رہے ہیں۔ اگر خالص دودھ میں پیشاب کے چند قطرے آپ کو قبول نہیں تو خداوند تعالٰی توحید و سنت میں بدعات، عجمی روحانیات اور جاہلی رسومات کی آمیزش کو کیسے قبول فرمائے۔ باقی رہا حق کا کتمان؟ سو یہ بیماری آج بھی اسی طرح جواں ہے جس طرح پہلے کبھی تھی، سیاستدان بھی چھپاتا ہے اور پیر بھی چھپاتا ہے، مولوی بھی چھپاتا ہے، خواص بھی چھپاتے ہیں، عوام بھی، اس بزدلی اور مفادِ عاجلہ کے سلسلے کا یہ اندھا پن جب تک جواں ہے، ایمان اور اعمالِ صالحہ میں برکت کا ظہور، شاید و باید۔ بہرحال حقیقت کو چھپانا اسلام میں سنگین جرم ہے۔

قرآن مجید نے اس تلبیس پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید فرمایا۔

شرک وبدعت کے دیوتاؤں اور مجاوروں نے خالق خدا کو "سچ اور جھوٹ" میں ملاوٹ، حق اور باطل میں آمیزش کو حسین اور مبارک بنا کر پیش کیا اور کیا کرتے ہیں۔

وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ (پ الانعام ع ۱۶)

"اسی طرح بہت مشرکوں نے ان کو تباہ کرنے کے لئے اولاد کو مار ڈالنا حسین بنا دیا تاکہ ان پر ان کے دین کو خلط ملط کر دیں۔"

غور فرمائیے! جب دین ہی ملاوٹ اور آمیزش کا مجموعہ قرار پا جائے، تو ان کو اپنی اصلاح کے لئے کب اور کیسے ہوش آسکے گا؟ اپنے دور کے اہل بدعت کو دیکھ لیجئے کہ انہوں نے اپنے دین کو کس طرح عجمی اور جاہلی خرافات کے ٹانکے لگا کر دین کا ایک نیا ایڈیشن تیار کر لیا ہے اور پھر وہ اس کے گرد طواف کرنے میں کس طرح مصروف ہو گئے ہیں؟ اور ان سارے فتنوں کی اصلی جڑ مشائخ، ختمی ملاں، کاروباری پیر اور مزارات کے مجاور ہیں۔

کہیں ان سے فرمایا: اے اہل کتاب حق اور باطل میں ملاوٹ کیوں کرتے ہو۔ (آل عمران - ع ۷)

ایک اور مقام پر فرمایا: امن در ہدایت صرف ان لوگوں کے لئے مختص ہے جو اس ملاوٹ سے دور رہتے ہیں۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (پ - انعام - ع ۹)

"وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے (دین و) ایمان میں ظلم (شرک وبدعت) کی ملاوٹ نہیں کی انہی کو امن نصیب ہوگا اور وہی راہ پائیں گے۔"

ظلم ایک ایسی بے انصافی ہے جس کا تعلق براہ راست توحید و سنت یعنی خدا اور رسول خدا سے ہے جو لوگ اپنی بات میں کسی کا لقمہ یا دوسرے کی بات کی ملاوٹ برداشت نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی بات میں ادھر ادھر کی باتوں کی آمیزش اور ملاوٹ کو کیسے برداشت کرے گا؟

بعض بزرگوں نے یہود وغیرہ کے ان ہتھکنڈوں کے نمونوں کا ذکر کیا ہے جو وہ حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط یا کتمان حق کا ارتکاب کرتے ہیں، لکھتے ہیں:۔

"خود غرض لوگ احکام شرعیہ کی تبدیلی دو طرح سے کیا کرتے ہیں، ایک تو یہ کہ اگر قابو چلا تو اس کو ظاہر ہی نہ ہونے دیا۔ یہ کتمان (چھپانا) ہے اور اگر چھپائے نہ چھپ سکا اور ظاہر ہی ہو گیا، تو پھر اس میں خلط ملط کرنا چاہتے ہیں، (مثلاً) کہیں سہو کاتب بتلا دیا۔ کہیں مجاز کا بہانہ پیش کر دیا۔ کہیں محذوف و مقدر نکال دیا۔ یہ (سب) لبس (تلبیس) ہے۔ حق تعالیٰ نے دونوں سے منع کر دیا۔ انتہیٰ (بیان القرآن)

حق کو چھپانے یا خلط ملط کرنے کی جو تفصیل اوپر بیان فرمائی ہے، اس کے نمونے اہل تقلید اور بالخصوص علم کلام کے کتابوں میں بھی بکثرت دیکھے جا سکتے ہیں، گو نیت وہ نہ ہو، تاہم چال ڈھال کی حد تک دونوں میں مماثلت کسی حد تک ضرور پائی جاتی ہے۔ اہل کتاب اپنا حریف آسمانی ہدایات کو تصور کر لیتے تھے اور یہ لوگ دوسرے فرقے کو اپنا رقیب سمجھ کر کرتے ہیں۔ ہاں ان کی تلبیس کا ہدف آیات اور احادیث ہی بنتی ہیں، اسے کوئی کیا کہے؟

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

- مضامین نگار حضرات آیات و احادیث کا پورا حوالہ دیں۔
- مضامین صاف اور خوش خط تحریر کریں۔
- مضامین میں علمی متانت کو ملحوظ رکھیں (ادارہ)

احکام و مسائل

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی - کراچی

اسلامی فقہ اکیڈمی (جدّہ) کی قراردادیں

۱۰ سے ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ (مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء) کو جدّہ میں مجمع الفقہ الاسلامی (اسلامی فقہ اکیڈمی) کی جنرل کونسل کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا۔ پہلا اجلاس محرم ۱۴۰۵ھ (نومبر ۱۹۸۴ء) میں منعقد ہوا تھا جس کی تفصیل میں پہلے انہی صفحات میں بیان کرچکا۔ یہ اکیڈمی دراصل مسلمان ملکوں کی عالمی تنظیم منظمۃ المؤتمر الاسلامی (آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس) نے قائم کی ہے اور اس کے قیام کی قرارداد ۱۹۸۱ء میں سعودی عرب میں منعقد ہونے والی تیسری مسلم سربراہ کانفرنس نے منظور کی تھی۔ اکیڈمی کا دستور طے کرنے، اس کے لئے بجٹ کی منظوری اور ارکان کے انتخاب وغیرہ میں تقریباً تین سال لگے اور اس کی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا پہلا اجلاس پچھلے سال مکہ مکرمہ میں منعقد ہوا جو تشکیلی نوعیت کا تھا۔ اس میں اکیڈمی کے عہدہ داروں کے انتخاب، ہیئۃ المکتب (مجلس عاملہ) کے تقرر، لائحہ عمل اور طریق کار کے تعین کے بعد اکیڈمی باقاعدہ وجود میں آئی۔ لیکن اس کے علمی کام کا آغاز اس دوسرے اجلاس سے ہوا جو پچھلے مہینے جدّہ میں منعقد ہوا۔

جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں، اس اکیڈمی کا مقصد عصر حاضر کے نت نئے فقہی مسائل کی اجتماعی تحقیق، فقہ اور اسلامی قانون کی تدوین جدید اور فقہ کے قدیم مآخذ کی جدید انداز میں نشر و اشاعت ہے۔ اور طریق کار یہ رکھا گیا ہے کہ کونسل کے اتفاق سے تحقیقی موضوعات کا تعین کرکے انہیں اکیڈمی کے ارکان پر تقسیم کردیا جاتا ہے۔ بوقت ضرورت غیر رکن علماء اور ماہرین سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ اور یہ حضرات اپنی بحث و تحقیق کے نتائج اکیڈمی کو ارسال کردیتے ہیں جو ارکان پر تقسیم کردیئے جاتے ہیں۔

اس دوسرے اجلاس میں، ۳۷ مسلمان ملکوں کے مستقل ارکان نے شرکت کی۔ اس کے علاوہ مختلف اسلامی ملکوں میں انفرادی سطح پر جو علمی اور فقہی ادارے قائم ہیں، ان کے نمائندوں کو بھی اکیڈمی کا رکن نامزد کیا گیا ہے، جن میں رابطۃ العالم الاسلامی کی المجمع الفقہی، ازہر (مصر) کی مجمع البحوث الاسلامیہ، کویت کی "الموسوعۃ الفقہیہ" جامعۃ الملک عبدالعزیز کا "مرکز ابحاث الاقتصاد الاسلامی" اردن کی المنظمۃ الاسلامیۃ للتربیۃ والعلوم والثقافۃ، شامل ہیں۔

پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل بھی اکیڈمی کی رکن ہے لیکن چونکہ ان دنوں کونسل موجود نہیں ہے اس لیے اس کی نمائندگی نہیں ہوسکی، تاہم کونسل کے سابق چیئرمین جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب کو ان کی ذاتی حیثیت میں خصوصی دعوت پر مدعو کیا گیا تھا۔

مذکورہ اداروں کے علاوہ مسلم اقلیتی علاقوں سے بھی متعدد نمائندے مدعو تھے۔ اور سترہ ایسے علماء اور اہل فکر کو مختلف ملکوں سے دعوت دی گئی تھی جو اپنے علم و فضل یا کسی خاص موضوع پر اپنی مہارت کے لیے مشہور ہیں۔ اس طرح اجلاس میں کل ۷۰ علماء اور اہل فکر نے شرکت کی۔

اس مرتبہ اجلاس کے ایجنڈے پر بارہ فقہی موضوعات رکھے گئے تھے، جن پر اکیڈمی کے ارکان نے مفصل تحقیقی مقالے لکھے تھے۔ اجلاس میں ہر مقالے کے مؤلف نے اپنے نقطۂ نظر کا خلاصہ زبانی بھی پیش کیا۔ اس کے بعد ہر موضوع پر کھلا مباحثہ ہوا۔ اور بالآخر مجلس نے اتفاق رائے یا اکثریت رائے سے ان

موضوعات پر اکیڈمی کا موقف متعین کیا ان بارہ موضوعات میں سے پانچ ایسے تھے جن کے بارے میں بحث کے بعد اکیڈمی کی مجلس اس نتیجے پر پہنچی کہ ان کے بارے میں کسی حتمی نتیجے تک پہنچنے کے لئے ابھی کافی معلومات فراہم نہیں ہوسکیں لہٰذا ان کو آئندہ اجلاس پر محول کرکے یہ طے کیا گیا کہ درمیانی عرصے میں تمام ضروری معلومات فراہم کی جائیں، لیکن سات مسائل کے بارے میں قراردادوں کی شکل میں حتمی فیصلے کئے گئے ان مسائل پر اکیڈمی کی قراردادوں اور مناقشات کا مختصر خلاصہ ذیل میں پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ بینکوں کا سُود

آج کل عالمی اقتصادی زندگی میں بینک کو جو اہمیت حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں، پچھلے دنوں عالم اسلام کے مختلف حصوں میں بعض متجددین کی طرف سے یہ آوازیں بلند ہوتی رہی ہیں کہ بینک میں جس انٹرسٹ کا لین دین ہوتا ہے۔ اُس پر قرآن کریم کے حرام کردہ "ربا" کی تعریف صادق نہیں آتی، اور وہ حلال ہے۔ اگرچہ عالم اسلام کے تقریباً تمام محقق علماء کرام اس نقطۂ نظر کو سختی کے ساتھ رد کر چکے ہیں اور تقریباً ہر اسلامی ملک میں علمی سطح پر اس نظریے کو شکست فاش ہوئی ہے لیکن بعض افراد کی خواہش تھی کہ اس مسئلے پر عالمی اکیڈمی کی سطح پر بھی غور کرکے اسے ایک مرتبہ اجتماعی طور پر طے کردیا جائے۔ چنانچہ یہ مسئلہ اس مرتبہ ایجنڈے میں شامل کرلیا گیا تھا اور جن افراد کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ بینک انٹرسٹ کو ربا نہیں سمجھتے ان کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اپنے نقطۂ نظر کو اکیڈمی کے سامنے پیش کریں۔

چنانچہ ایک صاحب نے (جو اپنی قانونی اور سیاسی (نہ کہ فقہی) مہارت کی بناء پر عرب دنیا، بلکہ پورے عالم اسلام میں مشہور رہیں اور اکیڈمی کے رکن نہیں ہیں) اپنا یہ نقطۂ نظر اپنے تمام مزعومہ دلائل کے ساتھ تحریری طور پر ارکان میں تقسیم بھی کیا، اور اس کی تائید میں مفصل تقریر بھی کی، لیکن ۳۰ علماء اور اہل فکر کے اس منتخب اجتماع میں کوئی ایک آواز بھی ان کی تائید میں نہیں اٹھی۔ اور جب ان کے مقالے پر بحث کا آغاز ہوا تو سب اس بات پر متفق تھے کہ یہ نقطۂ نظر کسی بھی زاویے سے قابل قبول نہیں ہے بلکہ بحرین کے ایک ممتاز بینکر نے بینکنگ کے نقطۂ نظر سے اس موقف کی پُرزور تردید کی۔ بلکہ ایک فاضل رکن نے، تو یہاں تک کہا کہ یہ مقالہ اکیڈمی کے ریکارڈ میں باقی رہنے کے لائق نہیں ہے۔

چنانچہ اس موضوع پر جو قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی، اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"مجلس کے سامنے بینکوں کے طریق کار کے بارے میں مختلف مقالات پیش کئے گئے، ان تمام مقالات پر غور و فکر اور ان پر بحث و مباحثہ کے بعد، نیز اُن بدترین آثار کے جائزے کے بعد جو یہ سُودی نظام عالمی اقتصادی نظام پر بالعموم اور تیسری دنیا کے ملکوں پر بالخصوص مرتب کر رہا ہے

نیز اُس بربادی پر غور کرنے کے بعد جو یہ نظام کتاب اللہ کے ان احکام سے اعراض کے نتیجے میں لے کر آیا ہے جو جزوی اور کلی طور پر ربا کو حرام اور اس سے توبہ کرنے کو واجب قرار دیتے ہیں اور قرض دینے والے کو اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ وہ صرف اپنا راس المال واپس لے اور اس میں قلیل و کثیر کسی بھی قسم کی زیادتی کو گوارا نہ کرے اور جو سُود خوروں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تباہ کُن جنگ کی تہدید سُناتے ہیں۔

مجلس نے یہ طے کیا کہ :۔

(۱) قرض پر خواہ ابتدائے عقد ہی سے کوئی زیادتی طے کی جائے یا قرض کی میعاد آ جانے پر میعاد بڑھانے کے لئے کسی معاوضے کا مطالبہ کیا جائے، یہ دونوں صورتیں ربا میں داخل اور شرعاً حرام ہیں۔

(۲) سُودی بنکاری کا نعم البدل جو سرکاری سرگرمیوں اور مالی نقد پذیری کی اسلامی معیار کے مطابق ضمانت دے سکے،

صرف شرعی احکام کی مکمل پابندی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

(۳) اکیڈمی تمام اسلامی حکومتوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اسلامی (غیر سودی) بنکوں کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر اسلامی ملک میں ایسے بنک قائم کریں جو مسلمانوں کی ضروریات پوری کر سکیں تاکہ مسلمان اپنے عقیدے اور عمل کے درمیان تناقض سے محفوظ رہ سکیں۔

۲: انشورنس

بینک انٹرسٹ کی طرح انشورنس کی مروجہ صورتوں کی بھی مختلف عالمی مؤتمرات میں چھان پھٹک ہو چکی ہے۔ اور عالم اسلام کے اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تجارتی انشورنس قمار اور رباء پر مشتمل ہونے کی بناء پر ناجائز ہے لیکن بعض افراد اس بات پر مُصر تھے، کہ اس مسئلے کو ایک بار پھر اس عالمی ادارے میں اٹھا کر اس پر غور و خوض کیا جائے۔ عالم اسلام کی معروف شخصیتوں میں صرف ایک ڈاکٹر مصطفی الزرقاء صاحب ہیں جو ابھی تک تجارتی انشورنس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنا یہ موقف متعدد عالمی کانفرنسوں میں پیش کیا۔ لیکن تقریباً ہر جگہ اس کی تردید کی گئی۔ اس مرتبہ بھی اسلامی فقہ اکیڈمی میں انہوں نے اپنے دلائل نہ صرف زبانی پیش کئے بلکہ اس موضوع پر اپنی تازہ تالیف بھی ارکان میں تقسیم کی۔ دوسرے تمام حضرات جنہوں نے اس موضوع پر مقالے لکھے تھے، تجارتی انشورنس کو ناجائز قرار دیتے تھے۔

ان کی تقریر کے بعد اس مسئلے پر گھنٹوں بحث جاری رہی اور اکیڈمی کا شاید ہی کوئی رکن چھوٹا ہو جس نے اس بحث میں حصہ نہ لیا ہو۔ بالآخر اُن کا یہ موقف باقی تمام ارکان کے اتفاق رائے سے رَد کیا گیا۔ اور اس موضوع پر اکیڈمی نے جو قرارداد منظور کی اس کے الفاظ یہ ہیں: ۔

(۱) تجارتی تامین (انشورنس) جس میں متعین پریمیم پر عقد کیا جاتا ہے اور جس پر انشورنس کی تجارتی کمپنیاں عمل کرتی ہیں ایک ایسا عقد ہے جو غرر کبیر پر مشتمل ہے اور اس لیے شرعاً حرام ہے۔

۲:۔ تجارتی تأمین کا وہ بدل جو اسلامی معاملات کے اصولوں کے احترام پر مبنی ہو۔ ایسی تعاونی تأمین (میوچل انشورنس) ہے جو صرف تبرع اور تعاون کی بنیاد پر قائم ہو۔ اسی طرح اعادۃ التأمین (REINSURACE) بھی صرف تعاونی تأمین کی بنیاد پر جائز ہو سکتی ہے۔

۳:۔ اکیڈمی تمام مسلمان ملکوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ تأمین تعاونی اور اعادۃ التأمین کے تعاونی ادارے قائم کریں۔ تاکہ اسلامی معیشت ایسے نظام سے آزاد ہو سکے جو اللہ تعالیٰ کو اس اُمت کے لئے ناپسند ہے۔

۳۔ لیٹر آف کریڈٹ

اس وقت دنیا بھر میں بین الاقوامی تجارت بنکوں کے توسط سے انجام پاتی ہے۔ اور بائع مشتری سے زرِثمن کی ضمانت طلب کرتا ہے۔ آج کل بینک یہ ضمانت دیتے ہیں اور اس پر اُجرت وصول کرتے ہیں۔ مصر کے ایک اسکالر ڈاکٹر توفیق مصری نے اپنا ایک مضمون اکیڈمی میں برائے غور پیش کیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اگرچہ فقہائے کرامؒ نے ضمانت پر اُجرت کا لین دین ناجائز قرار دیا ہے لیکن اس دَور میں جب کہ ضمانت ایک مستقل پیشہ بن چکا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ ادارے قائم ہیں جن پر بڑے مصارف ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت کا تصور ضمانت کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اور اتنی بڑی تعداد میں مُفت ضمانت دینے والے میسّر نہیں آ سکتے۔ ضمانت پر اُجرت کے جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ انہوں نے استدلال کیا تھا کہ فقہاء حنفیہ نے شرکۃ الوجوہ میں صرف ضمان کی بنا پر ایک شریک کو ربح کا مستحق قرار دیا ہے۔ اور جب اس پر ربح لیا جا سکتا ہے تو بحالاتِ موجودہ، اُجرت بھی لینی چاہیئے۔

بہر صورت! یہ موضوع بھی اکیڈمی کے حالیہ اجلاس کے موضوعات میں شامل تھا اور اس پر ڈاکٹر توفیق کے استفسار کے

جواب میں دوسرے متعدد ارکان نے بھی مفصل مقالے لکھے تھے۔ احقر کا ایک مقالہ بھی اسی موضوع سے متعلق تھا۔ یہ تمام مقالے اس بات پر متفق تھے کہ شریعت میں "کفالت" یا "ضمانت" پر اُجرت کے لین دین کی کوئی گنجائش نہیں۔ مقالوں کے بعد اس مسئلے پر مفصل بحث ہوئی۔ اور تمام ارکان نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ڈاکٹر توفیق کے بیان کردہ دلائل درست نہیں ہیں اور کسی عمل پر ربح کا جواز اجرت کے جواز کو مستلزم نہیں۔ جہاں تک بین الاقوامی تجارت میں بینک کے توسط اور اس کی خدمات کے بلا معاوضہ حاصل نہ ہوسکنے کا تعلق ہے۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ بنک ضمانت کے علاوہ جو خدمات انجام دیتا ہے، ان پر بحیثیت وکیل یا بحیثیت اجیر اُجرت وصول کرسکتا ہے۔ چنانچہ اس مسئلے میں اکیڈمی نے جو قرارداد متفقہ طور پر منظور کی، اس کے متعلقہ حصے کا ترجمہ یہ ہے:

(۱) خطاب الضمان (لیٹر آف کریڈٹ) کے اجراء میں ضمانت، کے عمل پر کوئی اُجرت لینا شرعاً جائز نہیں، خواہ ایل سی کھلوانے کی طرف سے زرِ ثمن کے برابر رقم بنک میں جمع ہو یا نہ ہو۔

(۲) البتہ لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے میں بنک کو جو خدمات انجام دینی پڑتی ہیں ان کی اُجرت بنک وصول کرسکتا ہے بشرطیکہ یہ اُجرت اجر المثل سے زائد نہ ہو۔ اور اگر ایل سی کھلوانے والے نے زرِ ثمن کلی یا جزوی طور پر پہلے ہی جمع کرادی ہو تو بنک اپنی اُجرت معین کرنے میں اس رقم کی ادائیگی پر ہونے والے اخراجات کو بھی پیش نظر رکھ سکتا ہے۔

۴:- جائیدادوں پر زکوٰۃ

اس اجلاس میں ایک سوال یہ بھی سامنے رکھا گیا تھا کہ جو جائیدادیں کرایہ پر دے کر ان سے آمدنی حاصل کی جاتی ہے، اور بہت سے افراد اور اداروں نے اسی کام کو بڑے پیمانے پر اپنا پیشہ بنایا ہوا ہے۔ آیا ایسی جائیدادوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں معروف نکتہ نظر یہی ہے کہ جائیدادیں جب تک تجارت کے لئے نہ ہوں۔ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن ہمارے زمانے کے بعض حضرات نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ چونکہ اب یہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر ہونے لگا ہے۔ اس لیے ان جائیدادوں کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیئے۔ اور عرب ممالک کے بعض علماء مثلاً ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے یہ ہے کہ جائیدادوں کی قیمت پر تو زکوٰۃ واجب نہ ہو۔ البتہ ان کی آمدنی کو زرعی پیداوار پر قیاس کرکے اس پر عشر یا نصف العشر واجب ہونا چاہیئے۔ اور اس میں حولان حول کی بھی شرط نہ ہونی چاہیئے انہوں نے اپنی اس رائے کی تائید میں بعض حنبلی فقہاء کا قول بھی پیش کیا ہے جو اسی بات کے قائل تھے۔

اس موضوع پر بھی اجلاس میں متعدد مقالات پیش ہوئے۔ اور عام بحث میں اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا لیکن بالآخر اکیڈمی جس نتیجے پر پہنچی، وہ یہی تھا کہ جائیدادوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ ان سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ڈھائی فی صد کی شرح سے حولان حول کے احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے زکوٰۃ واجب ہے۔

۵- قرضوں پر زکوٰۃ

اکیڈمی کے سامنے ایک سوال یہ بھی رکھا گیا تھا کہ جو رقمیں کسی شخص نے دوسرے کو قرض دی ہوئی ہیں۔ ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟ اس مسئلہ میں فقہاء مجتہدین کے مختلف اقوال مشہور و معروف ہیں۔ ان اقوال میں سے جس قول پر اکیڈمی کے ارکان کی اکثریت متفق ہوئی وہ یہ ہے کہ اگر قرض کی واپسی کی اُمید ہو تو قرض دینے والے پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ ورنہ نہیں۔

دودھ کے بنک

اکیڈمی کے پاس ایک سوال یہ آیا تھا کہ بعض مغربی ممالک میں خواتین کے دودھ کو ذخیرہ کرنے کے لئے بنک قائم کئے گئے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ کمزور بچے جن کی مائیں انہیں دودھ نہیں پلا سکتیں، اس بنک سے دودھ حاصل کرسکیں اور اس طرح ان کو

مصنوعی دودھ کے بجائے حقیقی دودھ میسّر آسکے ۔ بعض اسلامی
ملکوں میں بھی اس قسم کے بنک قائم کرنے کی تجویز ہو رہی ہے ، سوال
یہ تھا کہ آیا ایسے بنک قائم کرنا جائز ہے یا نہیں ؟

شرعی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ کا قابلِ غور پہلو یہ تھا کہ اسلام
میں کسی خاتون کا دودھ پینے سے رضاعت کا رشتہ قائم ہوجاتا ہے
جو نکاح کی حلّت و حرمت پر اثر انداز ہوتا ہے ۔ جن علماء کو اکیڈمی
نے خصوصی دعوت پر مدعو کیا تھا ۔ مثلاً شیخ یوسف القرضاوی
انہوں نے اپنے مقالے میں یہ رائے پیش کی تھی کہ ایسے بنک قائم
کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ کیونکہ امام لیث بن سعدؒ اور ابن حزم رح کا
مسلک یہ ہے کہ رضاعت کا رشتہ صرف اس صورت میں قائم
ہوتا ہے جب بچہ کسی خاتون کے سینے سے منہ لگا کر دودھ پیئے ۔
برتن میں دودھ نکال کر پینے سے ان کے نزدیک رضاعت کا رشتہ
قائم نہیں ہوتا ۔

اس مسئلہ پر بھی مفصّل بحث ہوئی ، تمام متعلقہ دلائل کا
جائزہ لیا گیا ، اور بالآخر اکیڈمی اس نتیجے پر پہنچی کہ قرآن و سنّت
اور ائمہ مجتہدین کے اقوال کی روشنی میں رضاعت کا رشتہ صرف
چھاتیوں سے دودھ پینے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ برتن میں
نکالے ہوئے دودھ سے بھی یہ رشتہ قائم ہوجاتا ہے اور جہاں تک
لیث بن سعدؒ اور ابن حزمؒ کا تعلق ہے ۔ وہ اقوال شاذہ ہیں اور
قرآن و سنّت سے ان کی تائید نہیں ہوتی ۔ لہٰذا اس موضوع پر
جو قرارداد منظور ہوئی اس میں کہا گیا ہے کہ دودھ کے بنک قائم
کرنا اس لئے درست نہیں کہ اس میں رضاعی رشتوں کی تمیز کرنا
ناممکن ہوگی ۔ اس کے علاوہ مغربی ممالک میں بھی یہ تجربہ کامیاب
نہیں رہا ۔ اور عالمِ اسلام میں عمومی طور پر ضرورت مند بچوں کو
متعین خواتین کا دودھ طبعی طور پر میسّر آجاتا ہے ، اس لئے ایسے
بنکوں کے قیام کی چنداں ضرورت نہیں ۔

۷ ۔ قادیانیت | کیپ ٹاؤن کی "مسلم جوڈیشل کونسل"

نے اکیڈمی کے پاس ایک استفتاء بھیجا ہے جس میں مرزا غلام احمد
قادیانی اور اس کے متبعین کے دونوں فرقوں (قادیانی اور لاہوری
جماعت) کے بارے میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ ان کو مسلمان کہا جا سکتا
ہے یا نہیں ؟ نیز کیا کسی غیر مسلم عدالت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی
شخص کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ کرے ، یہ استفتاء اس
مقدمہ کے پس منظر میں بھیجا گیا تھا جو مرزائیوں نے کیپ ٹاؤن
کی سپریم کورٹ میں دائر کیا ہوا تھا ۔

اگرچہ قادیانیت کے مسئلے پر پہلے بھی متعدد عالمی
مجالس میں غور اور فیصلہ ہوچکا ہے لیکن چونکہ " اسلامی فقہ اکیڈمی "
اپنے طرز کی پہلی اکیڈمی ہے جس میں پورے عالمِ اسلامی کے علماء
کی نمائندگی ہے ۔ اس لئے اس مسئلہ پر یہاں بھی غور ہوا ۔ احقر نے
بھی اس موضوع پر ایک مقالہ لکھ کر ارکان میں تقسیم کیا ، جس میں
مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کی عبارتیں تفصیل
کے ساتھ پیش کی تھیں ، جن سے ان کا نقطۂ نظر واضح ہوتا تھا ،
اکیڈمی کے ارکان نے قادیانیت سے متعلق جملہ معلومات
حاصل کرنے کے بعد اس سلسلے میں جو قرارداد منظور کی اس کا اردو
ترجمہ یہ ہے : ۔

چوتھی قرارداد متعلق فرقۂ قادیانیہ

آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کے زیرِ انتظام قائم
ہونے والی " اسلامی فقہ اکیڈمی " کی جنرل کونسل نے اپنے دوسرے
اجلاس میں جو جدّہ میں ۱۰ ربیع الثانی سے ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ
مطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء منعقد ہوا ۔

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی مسلم جوڈیشنل کونسل کے
ایک استفتاء پر غور کیا ، جس میں قادیانیت اور فرقہ لاہوریہ کے
بارے میں سوال کیا گیا تھا کہ ان کو مسلمانوں میں شمار کیا جا سکتا ہے
یا نہیں ؟ نیز یہ کہ کوئی غیر مسلم عدالت شرعاً اس جیسے مسئلے میں کوئی
فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے یا نہیں ؟

مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان میں گذشتہ صدی میں پیدا ہوا تھا اور قادیانی اور لاہوری فرقے اس کی طرف منسوب ہیں۔ اکیڈمی کے اعضاء کے سامنے اس فرقے سے متعلق جو تحقیقات اور دستاویزات پیش کی گئی ہیں، ان میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی طرف منسوب اور ان دونوں فرقوں کے بارے میں کافی معلومات موجود تھیں۔ اکیڈمی نے ان تمام معلومات پر غور و خوض کیا، جس کے نتیجے میں اس کے سامنے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ مرزا غلام احمد نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا نبی ہے، جس پر وحی آتی ہے، اس کا یہ دعوےٰ اس کی تصانیف میں بھی ثابت ہے، جن میں سے بعض کے بارے میں اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ اس کی وحی کا ایک حصہ ہے۔ یہ بات بھی ثابت ہے کہ وہ عمر بھر اس دعوے کی نشر و اشاعت کرتا رہا ہے اور لوگوں سے تقریر و تحریر کے ذریعہ یہ مطالبہ کرتا رہا ہے کہ وہ اس کی نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہے کہ اس نے بہت سی ضروریات دین مثلاً جہاد، کا انکار کیا ہے۔

مکہ مکرمہ کی "مجمع فقہی" اس سلسلے میں پہلے ہی ایک قرارداد منظور کر چکی ہے، اکیڈمی کی جنرل کونسل نے اس قرارداد پر بھی غور کیا اور اس تمام غور اور بحث کے نتیجے میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے منظور کی۔

قرارداد (۱) نبی کریم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے سلسلے کا اختتام دین کے ان ضروری عقائد میں شامل ہے جو قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہیں۔ اسی عقیدے کا لازمی حصہ یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی بھی شخص پر کوئی وحی نازل نہیں ہوتی۔ مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت اور رسالت اور اپنے اوپر وحی کے نزول کا جو دعویٰ کیا وہ دین کے اس ضروری اور قطعی عقیدے کا صریح انکار ہے، مرزا غلام احمد کا یہ دعوےٰ خود اس کو اور اس کے تمام موافقین کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیتا ہے

جہاں تک لاہوری جماعت کا تعلق ہے تو وہ اپنی ظلی اور بروزی تاویلات کے باوجود مرتد ہونے میں قادیانی جماعت ہی کی طرح ہے۔

(۲) کسی غیر اسلامی عدالت یا کسی غیر مسلم جج کو شرعاً یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی شخص کے مسلمان یا مرتد ہونے کا فیصلہ صادر کرے۔ بالخصوص ایسے مسائل میں جن میں امتِ اسلامیہ کا اپنے اداروں کے ذریعہ اجماع مکمل ہو گیا ہو۔ اس لیے کہ کسی شخص کے مسلمان یا مرتد ہونے کا فیصلہ اسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب وہ کسی ایسے مسلمان عالم سے صادر ہوا ہو جو کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت شدہ احکام کا ماہر ہو۔ اسلام اور کفر کی حقیقت کو سمجھتا ہو، اور ان تمام باتوں سے باخبر ہو جن کے ذریعہ کسی شخص کو اسلام میں داخل یا خارج سمجھا جا سکتا ہو۔ لہٰذا ایسی غیر مسلم عدالت کا یہ فیصلہ شرعاً غیر معتبر اور باطل ہے۔ واللہ اعلم

اس کے علاوہ پانچ مزید مسائل بھی اکیڈمی میں زیر بحث آئے۔ جس میں اطفال انابیب (ٹیسٹ ٹیوب بے۔ بی) اجہزۃ الانعاش اور حسابات کے ذریعہ قمری تاریخوں کے تعین کا مسئلہ بھی شامل تھا، اس کے علاوہ واشنگٹن کی مرکز اسلامی اور اسلامی ڈویلپمنٹ بینک جدہ کے دو استفسار بھی ایجنڈے پر تھے۔ لیکن ان موضوعات پر ابتدائی بحث و مباحثہ کے بعد اکیڈمی اس نتیجے پر پہنچی کہ ان مسائل میں کسی حتمی فیصلے تک پہنچنے کے لئے ابھی مزید معلومات درکار ہیں، اور علماء کی تحقیقات کے علاوہ بعض ماہرین سے بھی مدد لینے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان مسائل کو آئندہ اجلاس تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

بحیثیت مجموعی اکیڈمی کا یہ اجلاس بڑا دلچسپ، مفید اور نتیجہ خیز رہا۔ اس میں ہونے والی بحثوں کا علمی معیار کافی بلند تھا۔ اور اس سے نہ صرف اسلامی ملکوں کے ایک دوسرے کے قریب آنے کا فائدہ حاصل ہوا بلکہ علماء کے درمیان تبادلہ خیال اور مفاہمت کی فضا بھی ہموار ہوئی۔ اگر اکیڈمی اپنے آئندہ

اجلاسوں میں بھی یہ معیار اور یہ فضا برقرار رکھ سکی تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے ٹھوس نتائج برآمد ہوں گے اور مسلمانوں کو اپنے مسائل حل کرنے میں مدد ملے گی۔ اس اجلاس میں جن حضرات نے شرکت کی، ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

اسلامی ممالک کے نمائندے

نام	ملک
۱۔ ڈاکٹر عبدالسلام داؤد عبادی	مملکت اردن
۲۔ شیخ محمد ہشام برہانی	متحدہ عرب امارات
۳۔ شیخ احمد الازہر	انڈونیشیا
۴۔ حجۃ الاسلام محمد علی التسخیری	اسلامی جمہوریہ ایران
۵۔ محمد تقی عثمانی	اسلامی جمہوریہ پاکستان
۶۔ مولانا محمد بن عبداللطیف	دولت بحرین
۷۔ مولانا محمد عبدالرحیم	اسلامیہ جمہوریہ بنگلہ دیش
۸۔ شیخ دکوری ابوبکر	جمہوریہ بورکینا فاسو
۹۔ پروفیسر صالح طوغ	جمہوریہ ترکی
۱۰۔ شیخ تیجانی صابون محمد	جمہوریہ چاڈ
۱۱۔ شیخ محمد المختار السلامی	جمہوریہ تونس
۱۲۔ سفیر عمر جاہ	جمہوریہ گامبیا
۱۳۔ استاذ بوفہدی بن یوسف	جمہوریہ الجزائر
۱۴۔ شیخ ہارون خلیف جیلبی	جمہوریہ جبوتی
۱۵۔ شیخ بکر ابوزید	سعودی عرب
۱۶۔ ڈاکٹر روحان امبائی	سینیگال
۱۷۔ ڈاکٹر محمد عطاء	سوڈان
۱۸۔ ڈاکٹر محمد عبداللطیف فرفور	شام
۱۹۔ شیخ آدم شیخ عبداللہ	صومالیہ
۲۰۔ ڈاکٹر محمد شریف احمد	عراق
۲۱۔ شیخ احمد بن احمد الخلیلی	عمان
۲۲۔ الحاج عبدالرحمن باہ	گینیا
۲۳۔ استاذ شریف محمد امین حیدرا	گنی بساؤ
۲۴۔ شیخ رجب التمیمی	فلسطین
۲۵۔ شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز	قطر
۲۶۔ شیخ محمد عبدالرحمن	جزائر القمر
۲۷۔ شیخ عجیل جاسم	کویت
۲۸۔ استاذ زہیر یوسف عاشور	لبنان
۲۹۔ ڈاکٹر ابراہیم بشیر	لیبیا
۳۰۔ استاذ سید محمد یوسف	مالی
۳۱۔ ڈاکٹر عبداللہ ابراہیم	ملائشیا
۳۲۔ شیخ عبدالعزیز محمد عیسیٰ	مصر
۳۳۔ شیخ مصطفیٰ علوی	مراکش
۳۴۔ شیخ محمد علی عبداللہ	نیجر
۳۵۔ شیخ علی فارع	جنوبی یمن
۳۶۔ شیخ محمد عبدہ عمر	شمالی یمن

اعضاء معاونین

۱۔ شیخ صدیق محمد امین الضریر

۲۔ شیخ مصطفیٰ احمد زرقاء

۳۔ شیخ عبداللہ البسام ۔ رابطہ عالم اسلامی • اسلامی فقہ اکیڈمی (مکہ مکرمہ)

۴۔ مشیر عبدالحلیم محمود الجندی • مجمع البحوث الاسلامیہ ۔ ازہر

۵۔ شیخ عبدالستار ابوغدہ • فقہ اکیڈمی ۔ کویت

۶۔ شیخ طٰہٰ جابر العلوانی

۷۔ استاذ حسن سایح • اسلامی ادارہ برائے تربیت، علوم و ثقافت

اسلامی ادارے

۱۔ آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس • ڈاکٹر محمد المختار

۲۔ رابطہ عالم اسلامی (اسلامی فقہ اکیڈمی) مکہ مکرمہ • ڈاکٹر طلال بافقیہ

۳۔ اسلامی ترقیاتی بنک • ڈاکٹر محمد الفاتح حسان
۴۔ مالی ادارہ کویت • استاذ بزیع یاسین
۵۔ اسلامی بنک بحرین • ڈاکٹر عبداللطیف جناحی
۶۔ ادارہ تحقیقات اسلامی معیشت
جامعہ ملک عبدالعزیز • ڈاکٹر محمد عمر زبیر
• ڈاکٹر درویش جستنید
• ڈاکٹر انس الزرقاء
• ڈاکٹر محمد علی القری
• ڈاکٹر عمر زہیر حافظ
• ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
• ڈاکٹر محمد رفیق مصری

محققین و ماہرین شرکاء

۱۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی ۹۔ ڈاکٹر محی الدین خاری
۲۔ ڈاکٹر زکریا اسری ۱۰۔ ڈاکٹر سید طاہر محمود
۳۔ ڈاکٹر یوسف القرضاوی ۱۱۔ پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ
۴۔ ڈاکٹر علی السالوس ۱۲۔ ڈاکٹر محمد علی
۵۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن ۱۳۔ شیخ کمال الدین
۶۔ ڈاکٹر نزیہ حماد ۱۴۔ شیخ کمال الدین النارزی
۷۔ ڈاکٹر حسن عبداللہ الامین ۱۵۔ شیخ محمد عبداللہ بن بیہ
۸۔ ڈاکٹر عبداللہ اوصیف ۱۶۔ ڈاکٹر محمد امین اسماعیلی

۱۷۔ شیخ محمد المجدود

بقیہ • اداریہ

ہم اپنے ارباب اقتدار سے التماس کرتے ہیں کہ کم از کم قومی غیرت کا ثبوت کسی ایک پہلو پر تو پیش کریں، یہاں جلد از جلد اردو زبان کو رائج کریں اور انگریزی کا بوجھ (سوائے بین الاقوامی ضرورت کے) اپنے کندھوں سے اتار پھینکیں۔

ماسٹر محمد یوسف کھائی بہاڑ

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ

معزز اعیانِ اہل حدیث سے معذرت کے ساتھ

اس مجموعۂ اضداد دنیا میں انسانی معاشرے کا ایک تاریک دَور ایسا بھی گذرا ہے جب یہ اشرافِ خلائق انسان نے اپنے اندر حیوانوں جیسی حرص و آز کی عادات بد سے شر البریہ کا نام پاکر عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ ہو چکا تھا۔ انسان کی اس رذیل ترین حالت کا نقشہ کچھ اس صورت میں بیان فرمایا گیا ہے جو مسدس حالی میں دیکھا جا سکتا ہے ؎

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے
سلجھتے نہ تھے جب بگڑ بیٹھتے تھے

اُس تاریک دَور کا نام آپ ایسے بزرگوں نے دین کی اصطلاح میں "زمانۂ جاہلیت" رکھا ہوا ہے۔ وجہ تسمیہ اس کی یہ بیان کی گئی ہے کہ "وہ لوگ علم سے خالی اور سمجھ سے عاری تھے کیونکہ کسی پیغمبر کا اُسوہ یا طریقہ ان کے سامنے نہ تھا۔ پھر جب اشرفِ انسانیت کے مظہر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدائی ہدایت لے کر اُس جاہل معاشرے میں تشریف فرما ہوئے تو وہی ننگِ انسانیت لوگ اُسوۂ حسنہ میں ایسے رنگے گئے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کی صفات پاکر خیر الامم کے معزز نام سے مشرف ہوئے اور انہیں کا زمانہ خیر القرون ٹھہرا۔

اس تبدیل شدہ بلکہ تکمیل شدہ انسانی معاشرے کی جھلک میں مولانا حالی مرحوم کی آنکھ سے دیکھئے۔ فرماتے ہیں ؎

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اُس کا اخلاص پر تھا

اس لئے کہ اسلام نے اور اس امن و سلامتی کے نور نے دلوں سے بغض و حسد کا میل کچیل اور زنگ سب اتار دیا تھا۔ زبانی دعوے کے مطابق ہمارا دینی اور روحانی ناطہ، جو نسبی اور خونی نسبت سے کہیں بڑھ کے، بلکہ حقیقی اور مستقل رشتہ ہے وہ یہی خدا اور رسولؐ کا طے کردہ ہے۔ یہ ناطہ، ہم اس روشن دَور سے یعنی اسلام سے بہرہ وَر انسانی گروہ سے ملاتے ہیں۔ جو آپس میں سگے بھائیوں سے بڑھ کر خلوص و محبت رکھتے تھے۔

مگر افسوس کہ ہماری عادات اور کردار، ہمارے دعویٰ کے بالکل برعکس، یعنی رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے مخاطب اصحاب سے کسی طرح بھی میل نہیں کھاتا تھا۔ بلکہ خدا معاف فرمائے، ہماری آپس کی نفرت، اُس ہدایت سے محروم زمانہ "قبل از اسلام" سے مشابہت رکھتی ہے۔ کیا ہم سب ایک منٹ رک کر اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر موازنہ کر سکتے ہیں۔ اور کیا ہم دوسروں کی کوتاہیوں اور زیادتی کے ساتھ ـــ اپنی کمزوریوں اور بے ضابطگیوں کا موازنہ کرنے کو تیار ہیں؟ اگر ہم سب اپنی اپنی جگہ یہ دونوں کام کرلیں تو یقیناً ہمارا حال مرحوم بہادر شاہ ظفر جیسا ہوگا، جس نے یوں فرمایا تھا ؎

نہ تھی حال کی جب تک اپنے خبر رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہوں پہ جونہی نظر تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا!

علم و مرتبہ اور منصب و عہدہ کے اعتبار سے جس طرح کا
جماعتی درد آپ کے دلوں میں ہے اور جماعتی وقار اور جماعتی مصالح
آپ لوگوں کے پیشِ نظر ہیں۔ اور جماعتی فرائض کا جو بوجھ آپ کے
کندھوں پر ہے ہم چھوٹے اور ادنیٰ کارکنوں کے دماغ شاید اس
کا تصور نہ کر سکتے ہوں۔ اور ہم عصر و حلیف جماعتوں کے ساتھ روابط
کے رموز و نکات جو آپ کی نگاہِ باریک بیں میں ہیں، وہ ہماری
موٹی عقل میں شاید نظر نہیں آسکتے۔ اس لحاظ سے ہم چھوٹے منہ
سے بڑوں کو معاملاتِ جماعت کی ترکیب و ترتیب میں کوئی
مشورہ دینے کی حیثیت نہیں رکھتے۔ لیکن بعض موقعوں پر جیسا کہ
کسی الجھن میں گاڑی پھنس جائے یا غلط راستہ پر نکل آئے تو
مشتاق ڈرائیور بھی پیچھے بیٹھنے والوں کے مشورہ اور راہنمائی کا محتاج
ہو جاتا ہے ——— بس اسی مفروضے پر اپنی یہ گزارشات
پیش کر رہا ہوں۔

دین اور اقتدار کی گاڑی اس سے کہیں زیادہ نازک خرام
اور راستہ کہیں بڑھ کر پُر پیچ ہے۔ جو اس گاڑی کے مسافروں
اور راہ شناسوں کے اشتراک و تعاون سے ہی بعافیت طے
کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا دین، آپس کے مشترکہ اور
اجتماعی امور میں اولی الامر کو وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کا
پابند کرتا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کی بالادستی قائم کرتے اور امیر و
مامور کا صحیح رشتہ سمجھانے کے لئے خلیفہ ثانی، حضرت فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ، خلافت سنبھالتے وقت اپنی شوریٰ سے مخاطب ہوتے
ہیں کہ " بھلا بتاؤ، اگر کبھی میں ٹیڑھا چلنے لگوں تو آپ لوگوں کا کیا
طرزِ عمل ہوگا ؟" تو مجمع میں سے فوراً ایک عام درجے کا ساتھی
تلوار سونت کر کھڑا ہو جاتا ہے کہ " اس سے آپ کا رُخ سیدھا
کریں گے" اس پر خلیفہ وقت مسرور ہو کر فرماتے ہیں کہ جب تک
تم لوگ اپنے صاحبِ اقتدار حضرات کو دین اور دستور کے مقررہ
راستے پہ رکھے رہو گے اور صاحبانِ امر تمہاری بات جذبہ قدر سے
سنتے اور مانتے رہیں گے، دنیا میں خیر رہے گی۔ اور جونہی
امیر و مامور کا یہ رشتہ ختم ہوا، یعنی تم لوگ منہ پر کہنے سے
گریز کرنے لگے اور بڑے لوگ طبعی میلان کے خلاف سُنی ان سُنی
کرنے لگے تو دنیا شر سے بھر جائے گی۔ کیا آج ہم اسی ایک
اصول کی روشنی میں اپنے گھر کی بیماری کی تشخیص نہیں کر سکتے ؟

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں (اقبالؒ)

انسان ہمیشہ ماحول سے متأثر ہوتا ہے بلکہ ماحول کے
مطابق بنتا ہے۔ آج ہم جس قسم کے انسانی معاشرے میں شب و روز
گزار رہے ہیں، اس میں طمع و حرص، سہل پسندی اور ہوائے
نفس، انسانی قلوب و اذہان پر، الا ماشاءاللہ، اپنا رنگ
جما چکی ہیں۔ ہم لوگ اور ہماری دینی جماعتیں آخر اسی معاشرے
کا حصہ ہیں جہاں بشری کمزوریوں سے مفر نہیں۔

شاورت کی اہمیت سے بہرہ ور اور غلط مشورے کے
انجام سے بے باک لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں۔ غالباً یہ ایسے ہی
حالات سے دوچار ہونے پر خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو یہ تلخ الفاظ کہنے پڑے تھے جب کہ ایک ساتھی نے ملکی
انتشار پر سوال کیا تھا کہ " حضرت! پہلے خلفاء کے دور میں ایسا
اضطراب نہیں تھا!" تو آپ نے مختصر جملے میں اس کی تسلی کر دی
تھی کہ " اُن بزرگوں کی مجلسوں اور معاملات میں ہم جیسے لوگ مشورے
دینے والے ہوتے تھے، مگر آج میرے اردگرد تمہارے جیسے مشیر
اور کارپرداز ہیں کہ امور طے کچھ پاتے ہیں اور آگے عملدرآمد کچھ اور
ہوتا ہے!"

یہ پہلے دور کی بات ہے آج ہمیں اپنے دائیں بائیں
بیٹھنے والوں سے پیار کے ساتھ، ان سے خبردار اور ہوشیار
رہنے کی بالاولیٰ ضرورت ہے۔ جب کہ خود اپنے لئے مشکل یہ
ہے کہ بعض دفعہ طبعی میلان کے خلاف مشورہ زہر ہلاہل کو قند سمجھنے

کے مترادف ہوتا ہے۔ تاہم صائب مشورے کی اہمیت مسلّمہ ہے۔ اور اس سے رُوگردانی ہمیشہ تباہی پر مُنتج ہوتی ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مشورہ کی اجازت صرف انسانی اختیار اور سوچ کی حد تک ہے۔ اس سے آگے جہاں خدا کی طرف سے یا رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے فیصل شُدہ اور طے کردہ اُمور یعنی جو مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ کی ذیل میں آتے ہوں۔ وہاں بات مشورے میں لانے کی ہرگز اجازت نہیں۔ مثلاً مسلمانوں پر دشمن حملہ آور ہو جائے تو مؤثر طریقِ دفاع پر تو مشورہ ہو سکتا ہے، فرار پر ہرگز نہیں۔ اسی طرح ان سے صلح کے لئے قرآن نے ایک بنیاد مُہیّا کر دی ہے کہ "وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ، یعنی اگر وہ (مخالف) صُلح پر آمادگی ظاہر کر دیں فَاجْنَحْ لَھَا، تو پھر تم بھی جھک جاؤ" قرآن نے اس موقع پر کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں چھوڑی کہ مثلاً تم سوچو کہ "کہیں وہ دھوکہ نہ کریں، یا تم کہو کہ اب ان کا اعتبار نہیں رہا۔ اُن کی نیت صاف نہیں،" وغیرہ قسم کی تاویلات یا لیت ولعل یا فرار کی اجازت نہیں دی بلکہ ایسے تمام راستوں کی پیش بندی فرماتے ہوئے اور اطمینان دلاتے ہوئے اعلان فرما دیا کہ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ صلح ہر صورت میں خیر ہی خیر ہے۔ اس میں شر کا کوئی پہلو نہیں۔ وَاِنْ یُّرِیْدُوْا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰہُ ۔ اگر وہ بدعہدی یا دھوکہ دہی کا سوچیں گے بھی تو گھبراؤ نہیں پھر اللہ خود تمہارے لئے کافی ہے۔"

اتنا بڑا سچا، وعدے کا پکّا اور طاقتوں والا خدا صلح کے لئے اتنی دلیری دے اور ہم اس کے نام لیوا پھر بھی شک کریں اور بقول شاعر ؎

ارادے باندھتا ہوں، سوچتا ہوں، توڑ دیتا ہوں
کہیں ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے

کا مظاہرہ کریں تو یہ کسی طور مناسب نہیں۔ قرآن میں فَھُمْ فِیْ رَیْبِھِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ میں غالباً اسی طرف اشارہ ہے اور اَفِی اللّٰہِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ ... کا بھی ادھر ہی رُخ ہے۔ ہم کدھر بھاگ سکتے ہیں؟ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کے سوا چارہ نظر نہیں آتا۔

اسلام، امن وسلامتی اور صُلح وصفائی کا دین ہے اور مسلمان نہ صرف اپنے حلقے میں بلکہ تمام عالم میں صلح اور اصلاح کا داعی ہوتا ہے۔ اس کے حُسنِ معاملت سے کئی قومیں مسلمان ہو گئیں، آج بھی پُوری دنیا کے لوگ امن وسلامتی کے مذہب کے لیے متجسّس اور متلاشی ہیں بلکہ ایسے مسلم معاشرے کے منتظر ہیں جو عملی طور پر اسلام کی حقانیت اور اس کی برکات کا مظہر ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اسلام کے بڑے دعویدار بلکہ اصل دین کے ٹھیکیدار ہم اپنے تئیں گردانتے ہیں، اس لحاظ سے صُلح اور اتحاد و یگانگت کا سب سے بڑا علمبردار بھی ہمیں ہونا چاہیئے تھا مگر ع

اے بسا آرزو کہ خاک شُدہ

افسوس ہماری صفوں میں نہ مقامی طور پر ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ ہے اور نہ جماعتی طور پر ایک دوسرے کی قدر سمجھنے اور گوارا کرنے کا جذبہ ہے۔ اسلام موجُود ہے لیکن اس کا رنگ نظر نہیں آتا۔ کفر وشرک ہم میں بالکل نہیں مگر اندر سے ڈکار اسی کے آتے ہیں۔ نفرت (جو کفر کا خاصہ ہے) نے ہمارے دل پھاڑ دیئے ہیں۔ یہ حالت فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ، نہیں تو اور کیا ہے؟ کسی زمین کے اوپر اُگنے والا پودا، چھُپے ہوئے بیج کی شہادت ہوتا ہے۔ کیا ہمارے لئے باعثِ ننگ نہیں ہے کہ ؎

جس دین نے آ کے دل اک اک کے ملائے
اُس دین میں اب بھائی بھی بھائی سے جدا ہے

اب چند ماہ سے کچھ خوش کن خبریں اور حوصلہ افزا حالات سُننے میں آ رہے ہیں۔ اللہ کریم کا شکر ہے کہ پہلے کی

نسبت یہ آگ مدہم ہوتی نظر آنے لگی ہے۔ اللہ کرے کہ گلزار بن جائے۔ ہماری بقا اور استحکام اسی میں ہے۔ مگر آنکھیں کھلی ہوں تو روزِ حشر کا سماں سامنے نظر آسکتا ہے۔ ہمارے وطن کے آج کے حالات اندر اور باہر دونوں طرف سے پکار پکار کر ہمیں متنبہ کر رہے ہیں کہ "ایمان والو! تمہارے خلاف سوچنے والے اور تمہارے ساتھ دشمنی کرنے والے اور بہت سے لوگ اور دھڑے ہیں جو دن رات لگے ہوئے ہیں، تم خود کیوں یہ تکلیف اٹھاتے ہو، کچھ ہوش کرو۔ اپنے اتحاد کو پارہ پارہ اور اپنے ستر کا دامن تار تار نہ کرو۔ ورنہ

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بفضلِ ایزدی آپس میں اُلجھے ہوئے اور باہم بگڑے ہوئے اکابرین نے وطن سے باہر دیارِ غیر میں ایک دوسرے سے مصافحہ اور معانقہ کر کے اسلامی اخوت اور صلح و اتحاد کا جو مظاہرہ کیا تھا اور جسے مسلم اور غیر مسلم، اپنے اور پرائے سب دیکھ چکے، پڑھ چکے اور سن چکے ہیں۔ اسے اسلام کی حقانیت اور اس کے تقدس کا پاس کرتے ہوئے اس عہد کو وفا کیجئے اور اس حکم برداری میں اپنی عزتِ نفس اور عارضی عہدوں کا وقار قربان کرنا پڑے تو تامل نہ کیجئے۔ اور عقلِ عیار کی ایک نہ سنیئے۔ جو کئی بھیس بنا کر ہمیں غارت کر چکی ہے۔ یقین کیجئے یہ آپ کے لئے کہیں زیادہ اور ابدی عظمت کا باعث ہوگا۔

اور بھی سردارِ انبیاءؐ علیہم السّلام کا اُسوۂ حسنہ بھی پیشِ نگاہ رکھیں جنہوں نے کبھی صلح سے گریز نہ فرمایا بلکہ دشمنوں کی کڑی شرائط کے باوجود خود ہمیشہ غیر مشروط رہے اور انہیں فرار کا موقع نہ دیا۔ اب یہ اُسوہ ہم نے نہ اپنایا تو کون اپنائے گا؟ اور اقوام کو یہ نمونہ آج ہم نے نہ دکھایا تو کون دکھلائے گا؟ جماعتی معاملات میں، دوستی اور دشمنی، حمایت اور مخالفت، تعلق اور علیحدگی کے کچھ پختہ اصول ہوتے ہیں جو اپنے مسلک، نظریہ اور نصب العین کی بنیاد پر طے پاتے ہیں۔ یہ بے لچک ہوتے ہیں۔

انہیں ہر حالت میں قائم رکھنا ہوتا ہے اور کچھ پالیسیاں اپنے مقامی وسائل اور ملکی حالات کے مطابق بنائی جاتی ہیں۔ جنہیں آپ طریقِ کار کہہ سکتے ہیں۔ یہ نظریۂ ضرورت کے ذیل میں آتے ہیں۔ اور لچکدار ہوتے ہیں۔ صلح اور جنگ میں اصول اٹل رہتے ہیں۔ مگر بعض نام اور بعض کام آگے پیچھے کئے جا سکتے ہیں یعنی جو امور ہم نے اپنے دستور میں طریقِ کار کے طور پر خود تیار کئے اور اختیار کئے۔ انہیں اس صلح کے راستے میں اگر رکاوٹ ہوں تو صحیفۂ آسمانی نہ سمجھا جائے بلکہ اسی طرح جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر لفظ رسول اللہ یہ الجہاد کو اپنی طرف سے ختم فرما دیا تھا۔ اور پھر جس طرح ہر ملک اور معاشرے میں جنگ یا ہنگامی حالات آجانے پر ملکی دستور فوراً معطل کر دیا جاتا ہے اور مارشل لاء یا دوسرا ہنگامی قانون چالو کر کے ملک کا وجود اور نظام درست رکھا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح آپ بھی دستور کو آڑے نہ آنے دیں۔ جماعت کے اتحاد سے یہ زیادہ قیمتی نہیں۔ بلکہ میں تو کہوں گا کہ ہمارے جس متبرک دستور سے ہماری جماعت کی حفاظت نہیں ہو سکی، اسے ثانوی حیثیت میں رکھیں۔ اور اس کی انتخابات والی شق کو پانچ سال کے بجائے یک سالہ مدت میں تبدیل کر دیں تاکہ آئندہ انتخابات حد سے لمبے ہوں اور نہ کسی کو اندر آنے کے لئے صدر دروازہ بند پا کر چور دروازے تلاش کرنے کی زحمت کرنی پڑے۔

تعلقات کے ضمن میں میں عرض کر رہا تھا کہ یہ ذاتی بھی ہوتے ہیں اور جماعتی بھی۔ ذاتی تعلقات کسی سے بھی ہو سکتے ہیں مگر جماعتی میل جول ہمیشہ اپنی پالیسی کے تحت قائم کئے جا سکتے ہیں۔ اور اپنے مسلکی اصولوں کے پیشِ نظر ہوتے ہیں۔ ملک کے اندر اگر کسی جماعت کو ہم جماعتی طور پر بے دین اور دین دشمن قرار دے چکے ہیں تو اس کی اس حالت میں ہم حمایت اور موافقت نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارا اصول ہے اور اصول قربان نہیں ہوتے۔ اس لیے اپنی جماعت کے اتحاد کے لیے ایسے تعلقات کی ؎

؎ قربانی دینی پڑتی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے اکابر میں ذاتی سے زیادہ جماعتی وقار عزیز ہے اور وہ اس کی خاطر جلد از جلد اتحاد کا وعدہ پورا کریں گے۔

تبصرۂ کتب (علیم ناصری)

پیارے رسول کے پیارے وظائف

مرتّب : نذیر احمد شاکر بھلروی

درمیانہ سائز ۔ ۱۰۷ صفحات

ملنے کا پتہ : مسجد مستری علم دین (المعروف ٹاہلی والی) قبرستان روڈ ۔ گوجرانوالہ ۔

اس سادہ سی کتاب میں مرتّب نے قاری محمد شریف صاحب کے تعاون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے وظائف اور دُعائیں جمع کر دی ہیں جو ہر مسلمان کو یاد رکھنی چاہئیں ۔ نہایت عمدہ کتاب ہے جو متذکرہ بالا پتے سے حاصل کی جا سکتی ہے ۔

مطبوعات ادارہ علومِ اسلامی جھنگ

مرتّب و مؤلف : مولانا عبدالرشید حنیف

ناشر : ادارہ علوم اسلامی ، جھنگ صدر

مولانا عبدالرشید حنیف جماعت اہل حدیث کے بہت اچھے خطیب اور ادیب ہیں ۔ رشد و وعظ کے ساتھ ساتھ قرطاس و قلم سے بھی اسلام کی خدمت انجام دیتے رہتے ہیں ۔ جھنگ میں ان کا ادارہ علومِ اسلامی تبلیغی کتابچوں کی اشاعت سے ہلکے پھلکے انداز میں دین حنیف کی تبلیغ میں کوشاں ہے ۔ ان کے مندرجہ ذیل چار رسالے اپنے اپنے موضوع پر نہایت مفید مطلب ہیں ۔

۱ ۔ حقیقتِ صاعِ نبویؐ : زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے سلسلے میں اجناس کے تول کے لئے صاعِ نبوی کے وزن پر مختلف مسالک میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ مولانا عبدالرشید حنیف صاحب نے اس پر مدلّل بحث کے بعد احادیث و آثار سے صاعِ نبویؐ کا تعین کیا ہے جو اہل علم کے لیے خاصے کی چیز ہے ۔ قیمت دس روپے

۲ ۔ چہرے کا تاج : ڈاڑھی کے سلسلے میں احادیث و آثارِ صحابہ سے مدلّل کتابچہ ۔ ۱۶ صفحات ۔ بلا قیمت

۳ ۔ بہارِ ایمان :۔ قرآن و احادیث سے اخذ کردہ روزمرہ کے وظائف اور دُعائیں ۔ ۸۰ صفحات بلا قیمت

(یہ دونوں رسالے خان عبدالکریم خاں صاحب غلّہ منڈی ٹوبہ روڈ جھنگ صدر سے بھی مفت حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

۴ ۔ امینِ کائنات : دسمبر ۸۴ء میں محکمہ اوقاف جھنگ صدر کی طرف سے منعقد کردہ سیرت کانفرنس میں مولانا عبدالرشید حنیف نے یہ مقالہ پیش کیا تھا جس کو ادارہ علوم اسلامی نے کتابی صورت میں شائع کر دیا ہے ۔ اس مقالے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صورت کو اجمال و اختصار کے ساتھ نہایت عالمانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔ ۷۰ صفحات قیمت ۳ روپے ۔

عقائد اہل حدیث

مصنّف :۔ ایم شریف نواز قریشی ۔

ضخامت :۔ ۴۸ صفحات کا کتابچہ ۔ ہدیہ برائے تبلیغ ۲ روپے

ناشر : تحریک اہلحدیث دارالمطالعہ محمدی سی ون ایریا لیاقت آباد کراچی ۔ ۱۹

یہ ایک مقالہ ہے جس میں مصنف نے مسلکِ اہلحدیث کے عقائد کو نہایت عالمانہ انداز میں بیان کر دیا ہے ۔ اس کی تقریظ مشہور اہل حدیث عالم و خطیب پروفیسر محمد یامین محمدی صاحب نے لکھی ہے جو اس مقالے کی علمی اہمیت پر دلیل ہے ۔

مندرجہ بالا پتے سے ۲ روپے کے عوض منگوایا جا سکتا ہے ۔

میں اہلحدیث کیسے ہوا؟

مصنف: پروفیسر احمد ساقی

ضخامت: ۴۲ صفحات کا کتابچہ، قیمت ۸ روپے

رنگین آرٹ کارڈ کور

ناشر: لجنۃ الاخوان، مکتبہ الفردوس حق باہو چوک جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

پروفیسر احمد ساقی ایک سیماب صفت اہل حدیث نوجوان ہیں۔ جنہوں نے کالجوں اور یونیورسٹیوں کی سطح پر کئی سال پیشتر جمعیت طلبہ اہلحدیث کی بنیاد رکھی۔ اس وقت وہ طالب علم تھے۔ اور اب وہ کالج میں ایک پروفیسر ہیں۔ اور ہمارے نوجوان دانشوروں کی صف میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ ایک شعلہ بیان خطیب ہی نہیں بلکہ اب ایک عمدہ صاحب قلم بھی ہیں۔

"میں اہلحدیث کیسے ہوا" ان کے ایک تصوراتی انداز تحریر کا نمونہ ہے۔ اس میں ایک بالکل کورے مسلمان کو اہلحدیثیت تک پہنچنے میں کیا کیا پیش آتا ہے۔ اس مقالے میں عمدگی سے بیان کیا گیا ہے۔ تحریر میں شگفتگی اور دلنوازی کے ساتھ ساتھ انشا پردازی کا خوبصورت امتزاج ہے ع

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

مبادی دروس الصرف۔ الجزء الاول۔ ۴۶ صفحات قیمت ۶ روپے

مبادی دروس الصرف الجزء الثانی۔ ۱۳۸ صفحات قیمت ۱۰ روپے

قواعد اللغۃ العربیہ الجزء الثانی ۵۱۲ صفحات قیمت ۳۰ روپے

مرتب: مولانا عبید الحق ندوی

ناشر: المکتبۃ العلمیہ۔ ۱۵، لیک روڈ۔ لاہور

مندرجہ بالا تینوں کتابیں اپنے نام سے اپنے موضوع پر دال ہیں، مرتب نے عربی زبان سکھانے کے لئے نہایت عمدگی سے ان کو تینوں کو مرتب کیا ہے جس سے عربی نہ جاننے والے حضرات کچھ توجہ کرکے اس زبان سے درک حاصل کرسکتے ہیں اور زیادہ محنت کرنے والے عربی زبان پر عبور پاسکتے ہیں کتابت اور طباعت معیاری ہے۔ اور وضع وہیئت دیدہ زیب ہے۔

جریدہ "الشبان" لاہور (فروری ۱۹۸۶ء)

سلسلہ اشاعت نمبر ۱

مجلس ادارت: محمد اصغر، محمد یونس چوہدری۔ محمد یحییٰ مجاہد

قیمت۔ ایک روپیہ

مقام اشاعت: ۸۔ محمود غزنوی روڈ (وایٹ روڈ) رائل پارک۔ لاہور۔ فون نمبر ۲۲۴۳۶۵

جمعیت شبان اہلحدیث نوجوان اہلحدیث کارکنوں کی ایک پرانی تنظیم ہے جس کی شاخیں لاہور شہر کے مختلف علاقوں کے علاوہ بعض دوسرے شہروں میں بھی کام کر رہی ہیں۔ مگر ان سے رابطے کا کوئی مسلسل ذریعہ نہیں تھا جس کے پیش نظر اس کی کابینہ نے ایک ماہانہ سلسلہ اشاعت "الشبان" کے نام سے شائع کرنا شروع کیا ہے جس کا پہلا شمارہ زیر نظر ہے۔ ہماری اپنی معلومات کے مطابق اس جمعیت کے کارکن نہایت زیرک، فعال اور مسلک اہل حدیث کا درد رکھنے والے ہیں اور نوجوانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا جاری کردہ یہ جریدہ یقیناً ایک عمدہ اور نتیجہ خیز کام کا آغاز ہے۔ ہم ان نوجوانوں کی کامرانیوں کے لئے خلوص قلب سے دعاگو ہیں۔ اور جماعت کے تمام نوجوانوں کی اس تنظیم کا ساتھ دینے کے متمنی ہیں۔

پتہ نوٹ فرمائیے

قریباً چھ ماہ سے بندہ مستقل طور پر مندرجہ ذیل مقام پر رہائش اختیار کر چکا ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

(محمد ایوب فیروزپوری ریل بازار، عبد الحکیم (خانیوال)

اطلاعات و اعلانات

دارالسلام فاروق آباد کانفرنس

مرکزی دانش گاہ جامعہ دارالسلام محمدیہ رجسٹرڈ فاروق آباد کی بیسویں سالانہ تبلیغی و تعلیمی و اصلاحی دو روزہ عظیم الشان دارالسلام کانفرنس ۱۳، ۱۴ مارچ ۱۹۸۶ء بروز جمعرات و جمعۃ المبارک تابندہ روایات کے مطابق منعقد ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ (۱) حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب عزیز میر محمدی (۲) حضرت حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی (۳) حضرت علامہ حافظ احسان الٰہی صاحب ظہیر (۴) حضرت مولانا محمد حسین صاحب شیخوپوری اور دیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے (نوٹ) بیرونی احباب کے لئے کھانے اور خواتین کے لئے پردے کا انتظام ہوگا۔ (ڈاکٹر ملک محمد امین اظہر صدر و ناظم نشر و اشاعت جامعہ ہذا و جمعیت شبان اہلحدیث محلہ دارالسلام فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

دورۂ تجوید

وادی سون میں پندرہ روزہ دورۂ تجوید و قراءت کا اہتمام کیا جا رہا ہے

جس میں ان شاء اللہ استاذ القراء والحفاظ قاری شاہ محمد ربانی صاحب ترتیل کی مشق اور قواعد تجوید پڑھائیں گے۔ پچاس طلباء کے قیام و طعام، کاغذ قلم اور کتب کا انتظام کیا گیا ہے۔ آپ اپنی درخواستیں فوری طور پر بھجوائیں۔ منظوری کے بعد تشریف لائیں۔ ۱۸ رجب ۱۴۰۶ھ (۳۰ مارچ ۱۹۸۶ء) کو پڑھائی شروع ہو جائے گی۔ علاقہ پہاڑی اور سرد ہے۔ لہٰذا موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں (قاری دوست محمد اعوان مدرسہ دارالسلام کلیال وادی سون ضلع خوشاب)

تبلیغی لٹریچر

۱۔ ہم نے فرقہ مسعودیہ کی نام نہاد جماعت المسلمین کی حقیقت اور اس کے جماعت اہل حدیث پر اعتراضات کے جوابات پر مبنی چھ رسالے مفت تقسیم کے لیے شائع کئے ہیں۔ آپ اپنے پتہ کے علاوہ اس فرقہ سے وابستہ دوستوں کے پتے بھی لکھیں تاکہ ہم یہ تبلیغی رسائل انہیں بھی بھیج سکیں۔ (حافظ محمد سلیمان مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث مارچ بازار سکھر)

۲۔ دو تبلیغی اشتہارات: "اہلحدیث کی دعوت" اور "اسلام کے دو اصول" جوابی لفافہ یا ٹکٹ بھیج کر ہم سے حاصل کریں۔ (مرزا عبدالرحمٰن مکان نمبر ۳۹۸ محلہ کوٹلہ فیصل بانان ڈاکخانہ کریم پورہ۔ پشاور شہر)

دارالاصلاح السلفیہ

دارالاصلاح السلفیہ رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔ تعلیم البنات اور دارالمطالعہ کے لئے نئی عمارت حاصل کر لی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں جن احباب نے تعاون کیا۔ ادارہ ان کا تہِ دل سے ممنون ہے۔ اہل خیر پتہ ذیل پر زر تعاون بھیج کر ممنون فرمائیں۔ (منجانب حافظ عبدالرحمٰن نعیم دارالاصلاح السلفیہ سکندر سٹریٹ باغبانپورہ لاہور۔ ۹)

وفیات

۱۔ برادرم حافظ عطاء اللہ کلسوی مقیم ریاض سعودی عرب کے والد محترم جناب محمد شریف صاحب سرہالی کلاں قصور میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم بہت نیک، متقی، پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ ہر کام میں سنت کی پیروی کرتے۔ قارئین کرام مرحوم کے لئے غائبانہ نماز جنازہ یا دعاء مغفرت اور سوگواروں کے لئے صبر جمیل کی دعاء فرمائیں۔

۲۔ محلہ جمیل آباد فیصل آباد میں جماعت اہل حدیث کے بزرگ محترم مولوی نذیر احمد انتقال کر گئے۔ مرحوم درمیانے درجہ کے عالم باعمل، انتہائی نیک، پابند صوم و صلوٰۃ، شب زندہ دار، عاجزی و انکساری کے پیکر۔ جماعت کے ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے

اور معاملات کے کھرے انسان تھے۔ قارئین کرام مرحوم کی مغفرت اور لواحقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعاء فرمائیں (احقر عبدالمجید فردوسی دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈانوالہ ضلع فیصل آباد)

۳۔ جماعت اہلحدیث نفیر آباد شالامار ٹاؤن لاہور کے بزرگ رکن حاجی عبدالرحمن صاحب کے بڑے صاحبزادے حاجی محمد یعقوب صاحب گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم نہایت متواضع، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک سیرت انسان تھے۔ آخر تک جماعت کے خازن رہے اور نہایت دیانتداری سے یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ قارئین کرام ان کی مغفرت کے لئے دعائیں فرمائیں۔ پوری جماعت نفیر آباد حاجی عبدالرحمن صاحب اور مرحوم کے دیگر لواحقین کے غم میں برابر کی شریک ہے (علیم ناصری)

۴۔ ملک کے نامور شاعر جناب سلیم واسطی کراچی میں دماغی شریان پھٹنے سے ہسپتال میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم ایک نیک دل مسلمان اور اسلام پسند شاعر تھے۔ ہم ان کے برادران گرامی جناب ڈاکٹر ایس ایم کے واسطی صاحب اور محترم اکرم واسطی صاحب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعاگو ہیں (علیم ناصری)

ضرورتِ رشتہ

۱۔ ایک نابینا آدمی عمر تقریباً ۳۶ سال مسلکاً اہل حدیث دیندار صالح ذاتی مکان کے لئے بیوہ یا مطلقہ کا فوری رشتہ درکار ہے۔ مفصل گفتگو کے لیے پتہ نوٹ فرما لیں۔ بالمشافہ گفتگو کریں۔ یا بذریعہ ڈاک (محمد قاسم اوکاڑوی خطیب مرکزی جامع قدس اہلحدیث کیلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ)

۲۔ میٹرک پاس دینی تعلیم سے آراستہ۔ قبول صورت وسیرت، امورِ خانہ داری سے واقف زرگر برادری سے تعلق رکھنے والی لڑکیوں کے لئے دیندار اہل حدیث گھرانے کے دو لڑکوں کا رشتہ درکار ہے۔ والدین کی مالی حالت کمزور ہے لہٰذا درمیانہ درجے کے زرگر برادران اور رشتہ دار اس پتہ پر رجوع فرمائیں (معرفت مولانا برق التوحیدی خطیب جامع اہل حدیث ٹوبہ ٹیک سنگھ)

۳۔ ایک تیس سالہ انصاری نوجوان (خادمِ مسجد) کے لئے موزوں رشتہ کی ضرورت ہے اور ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ (الحافظ القاری احمد نواز صابر مدرس دارالحدیث رحمانیہ بلاک ۱۹ سرگودھا)

انتخاب جمعیت طلباء اہل حدیث بلتستان

صدر: مولانا محمد حسن صاحب خپلوی۔ نائب صدر: مولانا سلطان علی صاحب نیازی۔ جنرل سیکرٹری: مولانا محمد حسین صاحب خپلوی۔ نائب سیکرٹری: مولانا عبدالرحیم صاحب اشرف نگوی۔ خزانچی: مولانا محمد حسن صاحب سلفی۔ نائب خزانچی: مولانا عبداللہ صاحب کورروی۔ ناظم نشر و اشاعت: مولانا محمد حسین صاحب آزاد۔ محتسب: مولانا حبیب اللہ صاحب طیبی (جمعیت طلباء اہلحدیث بلتستان، پاکستان)

خط و کتابت

... ت ... ری نمبر کا حوالہ ضرور ... ت

Lahmina
لحمینا
لحمیات (پروٹینز) کی کمی کو پورا کرنے
کے لئے ایک مکمل غذائی ٹانک
روزمرہ کی تھکا دینے والی مصروفیات اور ناقص غذا کے
سبب لوگ عام طور پر وقت سے پہلے ذہنی اور جسمانی ضعف کا شکار ہو جاتے ہیں۔
صحت مند اور توانا رہنے کے لیے لازمی ہے کہ جسم کو ضرورت کے مطابق
لحمیات (پروٹینز) کاربوہائیڈریٹس اور دیگر اہم غذائی اجزا ہم پہنچائے جائیں۔
لحمینا چیدہ جڑی بوٹیوں، پروٹینز اور کاربوہائیڈریٹس کا ایک
نہایت مفید و متوازن مرکب ہے جو غذائی کمی کو دور کر کے آپ کو زندگی کے
اعمال و وظائف پورا کرنے کی صلاحیت بخشتا ہے۔
لحمینا کے ساتھ صبح یا صبح و شام ایک ایک عدد حب ہمدرد کا استعمال آپ کو
مزید عصبی توانائی اور حسبِ خواہش مزید طاقت فراہم کرے گا۔
Lahmina
لحمینا
لحمینا۔ برائے اسٹیمنا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
ADARTS

WEEKLY AL-AITISAM LAHORE
RL. NO. 5523